انوارِ شریعت
سُنّی دارالاشاعت
علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ
فیصل آباد پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

(ہزاروں مسائل کی معلومات کا خزینہ)

جامع الفتاوٰی

حصہ اول — تا — ہشتم

از

- افادات مجدد اسلام شاہ احمد رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہٗ
- حجۃ الاسلام حضرت شاہ حامد رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہٗ
- صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین صاحب مرادآبادی قدس سرہٗ
- مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

مولانا محمد اسلم علوی قادری رضوی

80/-

الناشر

سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ لائلپور

بار اوّل ——— سنہ ۱۳۹۰ھ ۱۹۷۰ء

تعداد ——— ایک ہزار

ناشر ——— سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ لائلپور

مطبوعہ ——— دین محمدی پریس لاہور

کتابت ——— غلام سرور قادری رضوی

قیمت ——— سفید کاغذ ۱۴ روپے۔ نیوز پیپر ۱۰ روپے

اصابہ فی تمیز الصحابہ میں ہے عیسی المسیح بن مریم الصدیقۃ رسول اللہ و کلمتہ القاھا الیٰ مریم ذکرہ الذھبی فی التجرید مستدرکا علی من قبلہ فقال عیسی بن مریم رسول اللہ رأی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیلۃ الاسراء فھو نبی وصحابی وھو اٰخر من یموت من الصحابۃ والغرہ القاضی تاج الدین السبکی فی قصیدۃ التی فی اواخر القواعد لہ فقال: ؎

من باتفاق جمیع الخلق افضل من ، خیر الصحاب ابی بکر ومن عمر
ومن علی ومن عثمان وھو فتی ، من امۃ المصطفی المختار من مضر

امام ذہبی کی اس عبارت میں یہ بھی تصریح ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے صحابی ہیں جن کا انتقال سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد ہوگا۔ یہاں کلمات آئمہ دین وعلمائ معتمدین کی کثرت اُس حد پر نہیں کہ ان کے احاطہ واستیعاب کی طمع ہو سکے اور اہل حق کے لئے اسقدر بھی کافی اور مخالف متعسف کہ اپنی ناقص عقل کے آگے آئمہ کو کچھ نہیں گنتے ان کے لئے ہزار دفتر ناوافی لہذا اسی قدر پر بس کریں۔ **رابعاً** یہی قول جمہور ہے اور قول جمہور ہی معتمد و منصور ابھی شرح صحیح بخاری سے گذرا ذھب الیہ اکثر اھل العلم۔ **خامساً** یہی قول مصحح و مرجح ہے اور قول صحیح کا مقابل ساقط و نامعتبر، امام قرطبی صاحب مفہم شرح صحیح مسلم پھر علامۃ الوجود امام ابوالسعود تفسیر ارشاد العقل السلیم میں فرماتے ہیں الصحیح ان اللہ رفعہ من غیر وفاۃ ولا نوم کما قال الحسن وابن زید وھو اختیار الطبری وھو الصحیح عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ بیدار اٹھالیا نہ ان کا انتقال ہوا نہ اسوقت سوتے تھے جیسا کہ امام حسن بصری وابن زید نے تصریح فرمائی اور اسی کو طبرانی نے اختیار کیا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی صحیح روایت یہی ہے۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے القول الصحیح انہ رفع وھو حی یح روایت یہ ہے کہ وہ زندہ اٹھائے گئے **اقول** یہ تو بالیقین ثابت کہ وہ دنیا میں عنقریب نزول فرمانے والے ہیں اور اسکے بعد وفات پانا قطعاً ضرور تو اگر آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے بھی وفات ہوئی ہوتی تو دوبار ان کی موت لازم آئے گی کیونکر امید کی جائے کہ اللہ عزوجل اپنے ایسے محبوب جمیل ایسے رسول عظیم وجلیل پر کہ ان پانچ مرسلین اولوالعزم صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم سے ہیں جو باقی تمام انبیاء ومرسلین وخلق اللہ اجمعین سے افضل اور زیادہ محبوب رب عزوجل ہیں، دوبار مصیبت مرگ بھیجے گا۔ جب حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال شریف ہوا اور امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سخت صدمے کی دہشت میں تلوار کھینچ کر کہنے لگے خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انتقال نہ فرمایا اور انتقال نہ فرمائیں گے یہاں تک کہ منافقوں کی زبانیں اور ہاتھ پاؤں کاٹیں

وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم الی قولہ العزیز الحکیم یعنی تمہارا حشر ہوگا اور کچھ لوگ بائیں طرف یعنی معاذ اللہ جانب جہنم لے جائے جائیں گے۔ پس وہ عرض کروں گا جو بندہ صالح عیسیٰ بن مریم نے عرض کیا کہ میں ان پر گواہ تھا جب تک ان میں موجود رہا جب تو نے مجھے وفات دی تو ہی ان پر مطلع رہا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخشدے تو تو ہی ہے غالب حکمت والا۔ اس حدیث میں مدعی کے اس دعوے کا کہاں پتا ہے کہ آسمان پر جانے سے پہلے وفات ہوئی اور صرف روح اٹھائی گئی اور بیگانہ و بیعلاقہ اس آیہ کریمہ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ کا ذکر ہے۔ یہاں اگر وفات بمعنی موت ہو بھی تو یہ تو روز قیامت کا مکالمہ ہے۔ رب العزۃ جل جلالہ فرماتا ہے يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ط قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ط اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ٥ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ الی قولہ تعالیٰ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ط اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ط تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ط اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ٥ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ج وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ج فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ط وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ٥ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ج وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ٥ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ط جس دن جمع فرمائے گا اللہ تعالےٰ رسولوں کو پھر فرمائیگا تمہیں کیا جواب بلا بولے ہمیں کچھ خبر نہیں، بیشک تو ہی خوب جانتا ہے سب چھپی باتیں جب فرمایا اللہ نے اے عیسیٰ مریم کے بیٹے یاد کر میرے احسان اپنے اوپر (پھر احسانات گنا کر فرمایا) اور جب فرمایا اللہ نے اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تو نے کہدیا تھا لوگوں سے کہ بنالو مجھے اور میری ماں کو دو خدا اللہ کے سوا۔ بولا پاکی ہے تجھے مجھے روا نہیں کہ وہ کہوں جو مجھے نہیں پہنچتا اگر میں نے کہا تو تجھے خوب معلوم ہوگا تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے بیشک تو ہی خوب جانتا ہے سب چھپی باتیں میں نے نہ کہا ان سے مگر وہی جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ پوجو اللہ کو جو مالک ہے میرا اور تمہارا اور میں ان پر گواہ تھا جب تک میں تھا جب تو نے مجھے وفات دی تو ہی ان پر مطلع رہا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخشدے تو بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔ فرمایا اللہ نے یہ دن ہے جس میں نفع دے گا سچوں کو ان کا سچ۔ اول سے آخر تک یہ ساری گفتگو روز قیامت کی ہے کس نے کہا کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی وفات پائیں گے ہی نہیں کہ روز قیامت بھی اپنی وفات کا ذکر نہ کرسکیں شاید جاہل یہاں قال اللّٰہ اور قال سبحٰنک

ہیں ماضی کے صیغے دیکھ کر سمجھا کہ یہ تو گزری ہوئی باتیں ہیں اور قیامت کا دن ابھی نہ گذرا حالانکہ وہ نہیں جانتا کہ کلام فصیح میں آئندہ بات کو جو یقینی ہونے والی ہے ہزار جگہ ماضی کے صیغے سے تعبیر کرتے ہیں یعنی وہ ایسی یقین الوقوع ہے کہ گویا واقع ہوئی قرآن مجید میں بکثرت ایسے محاورات ہیں سورۂ اعراف میں دیکھئے ونادی اصحٰب الجنۃ اصحٰب النار جنتیوں نے دوزخیوں کو پکارا کہ ہم نے تو پالیا جو وعدہ دیا ہمیں ہمارے رب نے سچا کیا تم نے بھی پایا جو تمہیں وعدہ دیا تھا سچا قالوا نعم وہ بولے ہاں فاذن مؤذن بینھم تو ندا کی ان میں ایک ندا دینے والے نے کہ خدا کی پھٹکار ستمگاروں پر ونادوا اصحٰب الجنۃ ان سلم علیکم اعراف والے پکارے جنت والوں کو کہ سلام تجھ پر ونادی اصحاب الاعراف رجالا یعرفونھم بسیماھم اور اعراف والے پکارے دوزخیوں کو ان کے چہرے کی علامت سے پہچان کر ونادی اصحٰب النار اصحٰب الجنۃ اور دوزخی پکارے جنتیوں کو کہ ہمیں اپنے پانی وغیرہ سے کچھ دو قالوا ان اللہ حرمھما علی الکفرین بولے اللہ نے یہ نعمتیں کافروں پر حرام کی ہیں۔ اسی طرح سورہ صافات میں واقبل بعضھم علی بعض یتساءلون ٥ الآیات اور سورۂ صٓ میں قالوا بل انتم لا مرحبا بکم سے ان ذلک لحق تخاصم اھل النار ٥ تک دوزخ میں دوزخیوں کا باہم جھگڑا اور سورۂ زمر میں نفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ سے وقالوا الحمد للہ الذی صدقنا الآیۃ تک تمام وقائع روز قیامت صیغہ ہائے ماضی میں ارشاد ہوئے ہیں اور خود اسی آیت میں دیکھئے جس دن جمع کریگا اللہ رسولوں کو پھر فرمائیگا تم نے کیا جواب پایا بولے ہمیں کچھ علم نہیں۔ یہاں بھی ان کا جواب بصیغہ ماضی ارشاد فرمایا اور ناکافی وناشدنی آیۂ کریمہ اذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطھرک من الذین کفروا سے استدلال جس میں ارشاد ہوتا ہے کہ جب فرمایا اللہ نے اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا اور اپنی طرف اٹھانے والا اور کافروں سے دور کرنے والا ہوں۔ اولاً حرف واؤ ترتیب کے لئے نہیں کہ اس میں جو پہلے مذکور ہوا سکا پہلے ہی واقع ہونا ضرور ہو تو آیت سے صرف اتنا سمجھا گیا کہ وفات ورفع وتطہیر سب کچھ ہونے والے ہیں اور یہ بلاشبہ حق ہے یہ کہاں سے مفہوم ہوا کہ رفع سے پہلے وفات ہوگی۔ تفسیر امام عسکری میں ہے مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ کلاھما للمستقبل والتقدیر رافعک الی و متوفیک لانہ رفع الی السماء ثم یتوفی بعد ذلک تفسیر سہیں وتفسیر جمل وتفسیر مدارک وتفسیر کشاف تفسیر بیضاوی تفسیر ارشاد العقل میں ہے واللفظ للنسفی او ممیتک فی وقتک بعد النزول من السماء ورافعک الآن اذ الواو لا یوجب الترتیب تفسیر کبیر میں ہے الآیۃ تدل علی انہ تعالی یفعل بہ ھذہ الافعال فاما کیف یفعل ومتی یفعل فالامر فیہ موقوف علی الدلیل انہ حی ثانیاً توفی خواہ مخواہ معنی موت میں نص نہیں توفی تسلّم وقبض اور پورا لے لینے کو کہتے ہیں۔ عبارات

ہیں ماضی کے صیغے دیکھ کر سمجھا کہ یہ تو گزری ہوئی باتیں ہیں اور قیامت کا دن ابھی نہ گذرا حالانکہ وہ نہیں جانتا کہ کلام فصیح میں آئندہ بات کو جو یقینی ہونے والی ہے ہزار جگہ ماضی کے صیغے سے تعبیر کرتے ہیں یعنی وہ ایسی یقین الوقوع ہے کہ گویا واقع ہوئی قرآن مجید میں بکثرت ایسے محاورات ہیں سورۂ اعراف میں دیکھئے ونادیٰ اصحٰب الجنۃ اصحٰب النار جنتیوں نے دوزخیوں کو پکارا کہ ہم نے تو پا لیا جو وعدہ دیا ہمیں ہمارے رب نے سچا کیا تم نے بھی پایا جو تمہیں وعدہ دیا تھا سچا قالوا نعم وہ بولے ہاں فاذن مؤذن بینھم تو ندا کی ان میں ایک ندا دینے والے نے کہ خدا کی پھٹکار ستمگاروں پر ونادوا اصحٰب الجنۃ ان سلٰم علیکم اعراف والے پکارے جنت والوں کو کہ سلام تجھ پر ونادیٰ اصحاب الاعراف رجالا یعرفونھم بسیماھم اور اعراف والے پکارے دوزخیوں کو ان کے چہرے کی علامت سے پہچان کر ونادیٰ اصحٰب النار اصحٰب الجنۃ اور دوزخی پکارے جنتیوں کو کہ ہمیں اپنے پانی وغیرہ سے کچھ دو قالوا ان اللہ حرمھما علی الکٰفرین بولے اللہ نے یہ نعتیں کافروں پر حرام کی ہیں۔ اسی طرح سورہ صافات میں واقبل بعضھم علیٰ بعض یتساءلون ٥ الآیات اور سورۂ صٓ میں قالوا بل انتم لا مرحبا بکم سے ان ذلک لحق تخاصم اھل النار ٥ تک دوزخ میں دوزخیوں کا باہم جھگڑا اور سورۂ زمر میں نفخ فی الصور فصعق من فی السمٰوٰت ومن فی الارض الا من شاء اللہ سے وقالوا الحمد للہ الذی صدقنا الآیۃ تک تمام وقائع روز قیامت صیغہ ہائے ماضی میں ارشاد ہوئے ہیں اور خود اسی آیت میں دیکھئے جس دن جمع کریگا اللہ رسولوں کو پھر فرمائیگا تم نے کیا جواب پایا بولے ہمیں کچھ علم نہیں۔ یہاں بھی ان کا جواب بصیغہ ماضی ارشاد فرمایا اور نافی و نا مثبت آیہ کریمہ اذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطھرک من الذین کفروا سے استدلال جس میں ارشاد ہوتا ہے کہ جب فرمایا اللہ نے اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا اور اپنی طرف اٹھانے والا اور کافروں سے دور کرنے والا ہوں۔ اولاً حرف واو ترتیب کے لئے نہیں کہ اس میں جو پہلے مذکور ہوا سکا پہلے ہی واقع ہونا ضرور ہو تو آیت سے صرف اتنا سمجھا گیا کہ وفات و رفع و تطہیر سب کچھ ہونے والے ہیں اور یہ بلاشبہ حق ہے یہ کہاں سے مفہوم ہوا کہ رفع سے پہلے وفات ہوگی۔ تفسیر امام عکبری میں ہے متوفیک ورافعک الیّ کلاھما للمستقبل والتقدیر رافعک الیّ ومتوفیک لانہ رفع الی السماء ثم یتوفی بعد ذلک تفسیر سمین و تفسیر جمل و تفسیر مدارک و تفسیر کشاف تفسیر بیضاوی تفسیر ارشاد العقل میں ہے واللفظ للنسفی او ممیتک فی وقتک بعد النزول من السماء ورافعک الان اذالواو لا یوجب الترتیب تفسیر کبیر میں ہے الآیۃ تدل علیٰ انہ تعالیٰ یفعل بہ ھذہ الافعال فاما کیف یفعل ومتیٰ یفعل فالامر فیہ موقوف علی الدلیل انہ حیّ ثانیاً توفی خواہ مخواہ معنی موت میں نص نہیں توفی تسلّم و قبض اور پورا لے لینے کو کہیں کہ عبارت

اوپر گذری کہ معنی یہ ہیں کہ مع جسم و روح تمام و کمال اٹھالوں گا۔ تفسیر جلالین سے گذرا متوفیك قابضك ورافعك من غیر موت معالم التنزیل سے گذرا کہ حسن و کلبی و ابن جریج نے کہا انی قابضك ورافعك من غیر موت بلکہ اسی میں ہے علی ھذا فی التوفی تاویلان احدھما انی رافعك الیّ وافیا لم ینالوا منك شیئا من قولھم توفیت منه کذا وکذا واستوفیته اذا اخذته تاما والاخر انی متسلمك من قولھم توفیت منه کذا ای تسلمته کشاف و انوار التنزیل و تفسیر ابی السعود و تفسیر نسفی میں ہے او قابضك من الارض من توفیت مالی خفاجی علی البیضاوی میں ہے ولذا فسر التوفی بدفعه واخذه من الارض کما یقال توفیت المال اذا قبضته: ثالثًا توفی بمعنی استیفای اجل ہے یعنی تمہیں تمہاری عمر کامل تک پہنچاؤں گا اور ان کافروں کے قتل سے بچاؤں گا ان کا ارادہ پورا نہ ہوگا تم اپنی عمر مقدر تک پہنچ کر اپنی موت انتقال کرو گے۔ تفسیر سمین و تفسیر جمل و تفسیر مدارک و تفسیر کشاف و تفسیر بیضاوی و تفسیر ارشاد میں ہے انی مستوفی اجلك ومؤخرك وعاصمك من ان یقتلك الکفار الی ان تموت حتف انفك تفسیر کبیر میں ہے ای ممتم عمرك فحینئذ اتوفاك فلا اترکھم حتی یقتلوك و ھذا تاویل حسن: رابعًا وفات بمعنی خواب خود قرآن عظیم میں موجود قال اللہ تعالٰی وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ بِاللَّيْلِ اللہ ہے جو تمہیں وفات دیتا ہے رات میں یعنی سلاتا ہے اللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا اللہ تعالٰی وفات دیتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت اور جو نہ مرے انہیں ان کے سونے میں۔ تو معنی یہ ہوئے کہ تمہیں سلاؤں گا اور سوتے میں آسمان پر اٹھالوں گا کہ اٹھائے جانے میں دہشت نہ لاحق ہو یہی قول امام ربیع بن انس کا ہے۔ معالم التنزیل میں ہے قال الربیع بن انس المراد بالتوفی النوم وکان عیسٰی قد نام فرفعه اللہ تعالٰی الی السماء ومعناه انی منیمك ورافعك الیّ مدارک میں ہے او متوفی نفسك بالنوم ورافعك وانت نائم حتی لا یلحقك خوف وتستیقظ وانت فی السماء آمن مقرب کشاف و انوار و ارشاد میں ہے او متوفیك نائما اذ روی انه رفع نائما اور ان کے سوا آیت میں اور بھی بعض وجوہ کلمات علماء میں مذکور۔ تو وفات کو بمعنی موت لینا اور اسے قبل از رفع ٹھہرا دینا محض بے دلیل ہے جبکہ آیت میں اصلاً پتہ نہیں: **اقول** بلکہ اگر خدا انصاف دے تو آیت تو اس مزعوم مخالف کا رد فرما رہی ہے ان کلمات کریمہ میں اپنے بندے عیسٰی روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تین بشارتیں تھیں۔ مُتَوَفِّيكَ۔ رَافِعُكَ۔ مُطَهِّرُكَ اگر معنی آیت یہی ہوں کہ میں تمہیں موت دوں گا اور بعد موت تمہاری روح کو آسمان پر اٹھالوں گا تو اس میں سوا اسکے کہ انہیں موت کا پیغام دیا گیا اور کونسی بشارت تازہ ہے مرنے کے بعد ہر مسلمان کی روح آسمان پر بلند ہوتی اور کافروں سے نجات پاتی ہے۔

اصابہ فی تمیز الصحابہ میں ہے عیسی المسیح بن مریم الصدیقة رسول اللّٰہ و کلمتہ القاھا الیٰ مریم ذکرہ الذھبی فی التجرید مستدرکا علی من قبلہ فقال عیسی بن مریم رسول اللّٰہ رأی النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم لیلۃ الاسراء فھو نبی وصحابی وھو آخر من یموت من الصحابۃ والغزہ القاضی تاج الدین السبکی فی قصیدۃ التی فی اواخر القواعد لہ فقال: ؎

من باتفاق جمیع الخلق افضل من ، خیر الصحاب ابی بکر ومن عمر

ومن علی ومن عثمان وھو فتی ، من امۃ المصطفی المختار من مضر

امام ذہبی کی اس عبارت میں یہ بھی تصریح ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے صحابی ہیں جن کا انتقال سب صحابہ کرام رضی اللّٰہ تعالےٰ عنہم کے بعد ہوگا۔ یہاں کلمات آئمہ دین وعلمائے معتمدین کی کثرت اس حد پر نہیں کہ ان کے احاطہ واستیعاب کی طمع ہوسکے اور اہل حق کے لئے اسقدر بھی کافی اور مخالف متعسف کہ اپنی ناقص عقل کے آگے آئمہ کو کچھ نہیں گنتے ان کے لئے ہزار دفتر ناوافی لہذا اسی قدر پر بس کریں۔ **رابعاً** یہی قول جمہور ہے اور قول جمہور ہی معتمد و منصور ابھی شرح صحیح بخاری سے گذرا ذھب الیہ اکثر اھل العلم۔ **خامساً** یہی قول مصحح و مرجح ہے اور قول صحیح کا مقابل ساقط و نامعتبر۔ امام قرطبی صاحب مفہم شرح صحیح مسلم پھر علامۃ الوجود امام ابوالسعود تفسیر ارشاد العقل السلیم میں فرماتے ہیں الصحیح ان اللّٰہ رفعہ من غیر وفاۃ ولا نوم کما قال الحسن وابن زید وھو اختیار الطبری وھو الصحیح عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں زندہ بیدار اٹھالیا نہ ان کا انتقال ہوا نہ اسوقت سوتے تھے جیساکہ امام حسن بصری وابن زید نے تصریح فرمائی اور اسی کو طبرانی نے اختیار کیا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی صحیح روایت یہی ہے۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے القول الصحیح انہ رفع وھو حی صحیح روایت یہ ہے کہ وہ زندہ اٹھائے گئے **اقول** یہ تو بالیقین ثابت کہ وہ دنیا میں عنقریب نزول فرمانے والے ہیں اور اسکے بعد وفات پانا قطعاً ضرور تو اگر آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے بھی وفات ہوئی ہوتی تو دوبار ان کی موت لازم آئے گی کیونکر امید کی جائے کہ اللہ عزوجل اپنے ایسے محبوب جمیل ایسے رسول عظیم وجلیل پر کہ ان پانچ مرسلین اولوالعزم صلوات اللہ تعالےٰ وسلامہ علیہم سے ہیں جو باقی تمام انبیاء و مرسلین وخلق اللہ اجمعین سے افضل اور زیادہ محبوب رب عزوجل ہیں، دوبار مصیبت مرگ بھیجے گا۔ جب حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا وصال شریف ہوا اور امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس سخت صدمے کی دہشت میں تلوار کھینچ کر کہنے لگے خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے انتقال نہ فرمایا اور انتقال نہ فرمائیں گے یہاں تک کہ منافقوں کی زبانیں اور ہاتھ پاؤں کاٹیں

قال اللہ تعالےٰ اِنَّ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَکْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ بیشک جن لوگوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اوران سے تکبر کیا ان کے لئے نہ کھولے جائیں گے دروازے آسمان کے۔ تو کافر کی روح آسمان پر نہیں جاتی ملٰئکہ عذاب جب لے کر جاتے ہیں دروازے آسمان بند کر لئے جاتے ہیں کہ یہاں اس ناپاک روح کی جگہ نہیں بخلاف مومن کہ اسکی روح بلند ہوتی اور زیر عرش اپنے رب جل وعلا کو سجدہ کرتی ہے تو دو پچھلی باتیں ہر مسلمان کی روح کو حاصل آیت میں صرف خبر موت رہ گئی اور ہمارے طور پر ہر ایک بشارت عظیمہ مستقلہ ہے کہ میں تمہیں عمر کامل تک پہنچاؤں گا یہ کافر قتل نہ کرسکیں گے اور جیتے جی آسمان پر اٹھا لوں گا اور کافروں سے ایسا دور و پاک کر دوں گا کہ عمر بھر کبھی کافر کو تم پر اصلاً دسترس نہ ہوگی جب دوبارہ دنیا پر آؤ گے یہ جو تمہیں قتل کرنا چاہتے ہیں تم خود انہیں قتل کرو گے اور انہیں کو نہیں بلکہ تمام کافروں سے سارے جہان کو پاک کرو گے کہ ایک دین حق تمہارے نبی محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ہوگا اور تم تمام عالم میں اسکے مرجع وماوی معتمد شروع کلام میں فرمایا وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ۝ اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ الآیہ: یہاں یہ ارشاد ہوتا ہے کہ کافروں نے حضرت عیسیٰ کے ساتھ مکر کیا انہیں قتل کرنا چاہا اور اللہ عزوجل نے انہیں ان کے مکر کا بدلہ دیا کہ ان کا مکر الٹا انہیں پر پڑا۔ جب فرمایا اللہ نے اے عیسیٰ میں تیرے ساتھ یہ باتیں کرنے والا ہوں انصاف کیجئے اگر کچھ دشمن کسی بادشاہ ذوالاقتدار کے محبوب کو قتل کرنا چاہتے ہوں اور وہ اسے بچائے تو بچانے کے معنی یہ ہونگے کہ اسے سلامت نکال لے جائے اور ان کا چاہا نہ ہونے پائے یا یہ کہ ان کے قتل سے یوں محفوظ رکھے کہ خود موت دے دے ان کی مراد تو یوں بھی برآئی آخر جو کسی کا قتل چاہے اسکی غرض یہی ہوتی ہے کہ یہ جان سے جائے وہ حاصل ہو گیا ان کے ہاتھوں سے نہ سہی اللہ کے ہاتھ سے سہی بخلاف اس کے کہ انہیں ان کے مالک قادر ذوالجلال والاکرام نے زندہ اپنے پاس اٹھا لیا کہ انہیں پھر بھیج کر ان خبیثوں کی شرارتیں انہیں کے دست مبارک سے نیست ونابود کرائے تو یہ سچا بدلہ ان ملعونوں کے مکر کا ہے وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ۝ ھٰکذا ینبغی التحقیق واللہ ولی التوفیق ۔

مسلمانو! ان منکروں کا ظلم قابل غور ہے ہم سے تو محض بے ضابطہ وہ جبر دتی تقاضے تھے کہ ثبوت حیات صرف قرآن سے دو آیت بھی قطعۃ الدلالۃ ہو حدیث ہو بھی تو خاص صحیح بخاری کی ہو حالانکہ از روئے قواعد علیہ ہمارے ذمے ثبوت دینا ہی نہ تھا ہماری تقریرات سے روشن ہو چکا کہ مسئلے میں مخالفین مدعی ہیں اور بار ثبوت ذمہ مدعی ہوتا ہے تو ایک تو الٹا مطالبہ اور وہ بھی ایسی تنگ قیدوں سے جو عقلاً و نقلاً کسی طرح لازم نہیں اور جب خود ان مدعی صاحبوں کو ثبوت دینے کی نوبت آئی تو وہ گل کترے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر افتراء حضرت عبداللہ بن عباس